رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کرونگا دور اُس مُنہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# فاروق

ایڈیٹر و پرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۴

## سلسلہ کی خبریں

حضرت فضیل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ہفتہ زیر اشاعت میں کسی قدر ناساز رہی۔ احباب دعا کریں کہ خدا کامل صحت بخشے۔ آمین ؛

کل منگل سے باران رحمت برس رہی ہے، جس کی فصل کو انشاء اللہ بہت فائدہ پہونچیگا ؛

**ضروری اطلاع** اخبار فاروق خدا کے فضل سے اپنے مقررہ دن یعنی جمعرات کو ٹھیک وقت پر ڈاکخانہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اگر کسی خریدار کو وہ نہ پہونچے۔ تو اپنے متعلقہ ڈاک خانہ سے دریافت کیا کریں بعض چھٹی رساں اخبارات کو ایسے لوگوں کو دیدیا کرتے ہیں جنکے نام کا وہ اخبار نہیں ہوتا پھر ایک دو دن انتظار کر کے اپنے چھٹی رساں سے پوچھ لینے کے بعد دفتر فاروق میں

## حقیقت و مجاز

(از مکرمی قاضی محمد یوسف صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور)

ایک دفعہ کسی احمدی نما منکر نے پشاور شہر سے اخبار پیغام لاہور میں حقیقت و مجاز کی بحث میں لکھا کہ جب اندھا اور سوجھا کا باہم برابر نہیں ہو سکتے تو مجازی نبی (حضرت احمد مسیح موعود) حقیقی نبی (حضرت عیسیٰ ناصری) کے کیونکر باہم برابر ہو سکتے ہیں خاکسار نے اسوقت اسکے جواب میں نظم تحریر کی جو ناظرین اخبار فاروق کی دلچسپی کیواسطے درج ذیل ہے

### نظم

چرا اے بدزبان گشتی بدیسان بدلگام آخر
نہ رُستی از بدزبانی ہائے تو حضرت امام آخر

بخواندی اندھا احمدؑ را سوجھا کا حضرت عیسےٰ
جزایں تشبیہ موزوں تر نہ بُد اندر کلام آخر

مجازی با حقیقی نسبتے دارد۔ مگر اندھا
بنزدت با سوجھا کا نسبتے دارد کدام آخر

نہ میدانی چو معنیٔ مجازی و حقیقی را
چرا مضمون فرستادی بہ اخبار پیام آخر

ترا باخر اگر نسبت دہیم باشی مجازی خر
کہ خر فہمی نہ خر صورت بنزدیک عوام آخر

ازیں تشبیہ معنیٔ مجازی و حقیقی واں
کہ خر در اصل خر باشد۔ تو باشی خر بنام آخر

بنزدت احمدؑ از عیسیٰ بود کمتر دریں تشبیہ
مگر نشنیدۂ آں شعر از خیر الانام آخر

مسیح ابن مریم کا سراسر تذکرہ چھوڑو
کہ بہتر آ گیا اس سے محمدؐ کا غلام آخر

نبی اللہ غلام احمدؑ بنزدت اندھا می باشد
چہ بنوشتی سیہ باطن نبودی در منام آخر

کسانے را کہ (ہی یوسف) خدا خواہد در دیدہ
برو میلش بہ بیگوئی مردان کدام آخر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء

یہ وہ پرچہ اخبار اہلحدیث کا ہے جسمیں مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری فیصلہ والا خط نقل کر کے اسکے نیچے اپنا یہ جواب لکھا ہے کہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے۔ یہ پرچہ امرتسری نے ایسا چھپایا کہ باوجود اس سے سال بھر کا مکمل فائل مانگنے کے پھر بھی نہ دیا۔ دیگر احباب نے بھی امرتسری سے ۲۶ - اپریل ۱۹۰۷ء کا یہ پرچہ قیمتاً طلب کیا تو اُس نے دینے سے انکار کر دیا۔ حتی کہ غیر احمدیوں نے بھی اس سے مانگا۔ تو صاف جواب دے دیا کہ یہ پرچہ باقی نہیں رہا۔ اور دینے سے انکار محض اسلئے کرتا رہا۔ کہ اس میں امرتسری کی ذلت اور تکذیب ہوتی تھی۔ اور وہ اپنے مسلمہ عقیدہ کی رُو سے۔ کاذب مفسد۔ دجال۔ مکار ثابت ہوتا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسکے مانے ہوئے اصول اور تسلیم کردہ قاعدہ اور مُنہ مانگے طریق کے مطابق یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ وہ زندہ رہ کر نشان صداقت مسیحائی دیکھے تاکہ اسکی ذات پر اتمام حجت ہو جائے۔ غرضیکہ ان وجوہات سے وہ اس اخبار مورخہ ۲۶ - اپریل ۱۹۰۷ء کو کسی کے سامنے پیش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اور نہ اب تک چاہتا ہے۔

خاکسار ایڈیٹر فاروق چونکہ ہمیشہ اوسکے تعاقب میں رہتا ہوا اس پرچہ کا متلاشی تھا۔ جو خدا کے فضل سے بہم پہنچ گیا۔ فللہ الحمد۔ اب ہر جگہ اپنی جماعت کے احباب اس پرچہ کو مخالفین کے دکھلانے کے واسطے طلب کرتے رہتے تھے۔ جو بوجہ صرف ایک پرچہ ہونے کے کسی کو نہیں بھیجا جاتا تھا۔ اس لئے اس کی اشد ضرورت کو معلوم کر کے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس سالم پرچہ کو حرف بحرف سطر بہ سطر صفحہ بہ صفحہ ویسے ہی کاغذ پر بالکل ہو بہو نقل مطابق اصل لکھوا کر چھپوا دیا ہے۔ جسمیں ایک حرف کی بھی بیشی یا پس و پیشی اصل پرچہ سے نہیں کی گئی۔ لہذا ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اس دشمن کش حربہ کو جو دشمن نے ہی تیار کر کے ہمیں دیا ہے۔ منگا کر اپنے پاس محفوظ رکھیں اور بوقت ضرورت کام میں لائیں۔ اور دشمن پر چلائیں قیمت فی پرچہ ۴ رہے۔ اور اسکے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصلی خط بھی جو حضور نے ثناء اللہ کے نام لکھا تھا۔ منگا لیں۔ جس کا کہ عکس چھاپ دیا ہے۔ اور اس کی قیمت صرف ایک آنہ ہے، ایک ایک عدد منگانے والے صرف ۰۵ کے ٹکٹ بھیجکر منگائیں۔ زائد کے واسطے وی پی بھیجا جائیگا

## عیاں پھر احمدی دُنیا میں ہوتا ہے جواں ہو کر

خدا کے فضل و کرم سے بدلگام دشمنان اسلام سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واسطے رسالہ احمدی دوبارہ جاری کیا گیا ہے۔ جو انشاء اللہ سنہ زور معاندین کے حق میں خاردار لگام کا کام دیگا۔ اور اون کے حواس درست کرنے اور ہوش ٹھکانے پر لانے کے لئے رگ زن اور سرجر سا شفیق ہو کر پورا پورا پرشن کریگا یہ بلا تعین کسی خاص تاریخ کے ہر ماہ میں ۳۲ صفحہ کا نمبر شائع ہوتا رہیگا۔ اور ضرورتاً اس سے زیادہ صفحات پر بھی نکلیگا۔ اس کی سالانہ قیمت صرف دو روپیہ معہ محصول ڈاک ہوگی۔ جو غیر مستطیع احباب سے ایک ایک روپیہ کر کے دو مرتبہ باقساط وصول کی جائیگی۔ پہلا نمبر چھپ رہا ہے۔ جو شروع فروری میں انشاء اللہ شائع ہوگا۔ جسمیں پیالوی ڈاکٹر مرتد کی اور سہارنپوری مستور الحال مبلغین کی مدارات و دعوت اون کے حسب حال کی گئی ہے۔ مدرسہ احمدیہ قادیان کے ایک طالب علم حافظ سلیم احمد صاحب اماوی نے احمدی کے متعلق ذیل کی نظم لکھی ہے۔ جو ہدیہ ناظرین ہے۔

مخالف پر گریگا بیس دیگا اسمان ہو کر
مبارک ہو کہ نکلا احمدی اب نوجوان ہو کر
دکھائیگا ہر اک دشمن کو نیچا فضل یزدان سے
یہ میدان مقابل میں خدا کا پہلوان ہو کر
مقابل میں گرینگے اسکے سارے دشمنان حق
کرے گا بول بالا حق کا زیر آسمان ہو کر
یہیں سے بیٹھ کر یہ فیض پہنچائیگا دنیا کو
کریگا وعظ حق ہر جا مکین قادیان ہو کر
یہ خوشبو اپنی پھیلائیگا ہر جا باغ عالم میں
مگر دشمن کے سینہ کو یہ چھیدیگا سنان ہو کر
بڑے کارنمایاں کر چکا ہے پہلے بچپن میں
کریگا حشر برپا دیکھ لینا اب جوان ہو کر
اشاعت فرض ہے ایسے مجاہد کی مسلمانوں
خریدار اس کے بن جاؤ ذرا تم مہربان ہو کر
بُری نظروں سے دیکھینگے جو اسکو دشمنان حق
گھسیگا انکی آنکھوں میں یہ اسی حافظ دہوں ہو کر

اب احمدی احباب سے گذارش ہے کہ وہ بہت جلد درخواستہائے خریداری دفتر فاروق میں بھیجکر ثواب حاصل کریں۔ اور اس کی ترقی اشاعت میں سرتوڑ کوشش فرمائیں

## حجۃ اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لاہور میں ایک بڑے مجمع میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ "جبکہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ اعمال بجا لاتے ہیں تو پھر ہمیں آپ کا ماننا کیوں ضروری ہے" اس سوال کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا وہ تمام تقریر مندرجہ عنوان نام سے اعلیٰ کاغذ و لکھائی و چھپائی سے طبع شدہ چند کاپیاں دفتر فاروق میں موجود ہیں۔ اور کے ٹکٹ بھیجکر ایک کاپی منگا کر احباب اس سے فائدہ عظیمہ حاصل کریں۔ یہ پیغامیوں اور غیر احمدیوں کے لئے بطور اتمام حجت کے ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم


# اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۳۰ر جنوری ۱۹۱۹ء


## بتوں کی راہ گذر میں پڑے ہوئے کیا حضرت خدا کی راہ کا بھی کوئی کام کر لیتے

ناظرین فاروق کو اس بات کا علم ہے کہ بخدمت علمائے دیوبند الفضل میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ حضرات دیوبندی جو دنیاوی جھگڑوں میں اپنے حریفوں سے مباہلہ کے ذریعہ فیصلہ چاہتے ہیں۔ کیا وہ جماعت احمدیہ کے ساتھ اس دینی اختلاف میں مباہلہ کر کے فیصلہ نہیں کرتے؟ الفضل کے اس مضمون کا جواب علماء دیوبند کی طرف سے تو کچھ نہ آیا۔ مگر بیچ میں سہارنپوری مبلغین گمنام و نشان کود پڑے۔ اور ایک نامعقول اور مجہول اشتہار جسمیں اصل مدعا سے گریز فضول باتوں سے پُر شرارت انگیز تھا۔ شائع کر دیا۔ جس کا جواب بفضلہ تعالیٰ ترکی بہ ترکی مگر مدلل اور مبسوط سکت خصم انشاء اللہ رسالہ احمدی میں جو عنقریب نکلنے والا ہے۔ لکھا جا رہا ہے۔ مگر معزز ہمعصر الفضل نے بھی اس بے نام اشتہار کے متعلق نفس مضمون پر پھر کچھ لکھا تھا۔ جس کا ماحصل یہ تھا کہ حضرات علماء دیوبند مباہلہ کی طرف آئیں اور ایرے غیرے ناحق درمیان میں دخل دے کر بات نہ ٹلائیں اسکے جواب میں الحمد للہ کہ علماء دیوبند کی طرف سے ایک اعلان نکلا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ الفضل میں جو دعوت مباہلہ دی گئی ہے۔ وہ منجانب ایڈیٹر صاحب الفضل ہے یا احمدیہ جماعت کے پیشرو کی طرف سے اس کا معقول و مفصل جواب بذریعہ اشتہار نیز بوساطت الفضل اخبار فوراً یہ دیا گیا کہ:-

"امام جماعت احمدیہ علمائے دیوبند سے مباہلہ کیلئے تیار ہیں"

اور حضرات دیوبند کے اس سوال کا کہ۔

"یہ مضمون جو اخبار الفضل میں مرکزی جماعت (دیوبند) کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے اس کا ذمہ دار اور مباہلہ کی دعوت دینے والا کون ہے۔ ... مرکزی حیثیت سے ایسی تحریر ہمارے پاس آنی چاہیئے"

الفضل مورخہ ۲۱ر جنوری ۱۹۱۹ء میں اور نیز بذریعہ اشتہار یہ جواب باصواب دیا گیا تھا کہ

"ہم اونہیں اس دعوت مباہلہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سال خواجہ حسن نظامی صاحب کے متعلق ایک مضمون لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں دی تھی کہ۔

اگر علمائے دیوبند یا علمائے فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں تو میں بغیر ان دونوں شرطوں کے (جو حسن نظامی سے اسکی حیثیت کے اظہار کے لئے مقرر کی گئی تھیں فاروق) صرف انکی تحریر پر ان سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں"

ہم آپ کو آگاہ کرتے ہیں کہ اس کا ذمہ وار وہی ہے، جس نے عرصہ ہوا۔ آپ سے مباہلہ کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ اور جو جماعت احمدیہ کا واجب الاطاعت امام ہے" (الفضل ۲۱ر جنوری ۱۹۱۹ء)

اس اعلان کے بعد علماء دیوبند کا یہ فرض تھا کہ اپنے اقرار ذیل کے مطابق کہ

"مرکزی حیثیت سے ایسی تحریر ہمارے پاس آنی چاہیئے۔ جسکے بعد اسی کے انداز سے علماء دیوبند کی طرف سے وہ امور لکھے جائیں۔ جنکی اس کارروائی کو لئے ضرورت ہے" (اشتہار علمائے دیوبند)

وہ امور جن کی مباہلہ کے لئے ضرورت تھی۔ لکھ کر بھیجتے مگر افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بجائے شرائط مباہلہ وغیرہ پیش کرنے کے جو کہ اصل مقصود تھا۔ علماء موصوفین نے ایک غیر ذمہ دار شخص مولوی عبدالسمیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند کی طرف سے اشتہار چھاپ کر بھیجدیا جو میری نظر سے بھی کل گذرا۔ جسمیں مشہور صاحب موصوف نے ایسی بیڑی جمائی ہے۔ جو اس پیالہ کو آخر کار بزرگان دیوبند کے سر سے ٹال دے۔ اور وہ طرح ڈالنی چاہی ہے۔ جس کا کہ ان کو آج کوئی حق نہیں تھا۔ یعنی مولوی عبدالسمیع صاحب فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو مرزا صاحب کو نبی کہتے اور مسیح موعود بتا کر لوگوں سے منوانا چاہتے ہو اور لوگ ان کو مفتری قرار دیتے ہیں۔ پہلے مناظرہ کر کے ہمارے سامنے یہ ثابت کرو کہ وہ واقعی نبی اور رسول تھے یا نہیں؟ پھر مباہلہ بھی ہو جائیگا۔ یہ خلاصہ ہے اس اشتہار کا۔ چونکہ میرے پاس وہ اصل اشتہار نہیں اس لئے اصل عبارت بلفظہ نہیں لکھ سکا۔ اپنے الفاظ میں خلاصہ اس کا یہ لکھ دیا ہے۔ اس کا جواب معزز الفضل بھی دیگا مگر میں بھی کچھ عرض کرتا ہوں۔ مولوی عبدالسمیع صاحب انصاف سے ملاحظہ فرما کر اپنے اشتہار کی ترمیم کریں۔

اے شیخ تری سر کی قسم لطف نہ آیا
دستار اچھالی نہ سبو تم نے اچھالے

جناب مولوی عبدالسمیع صاحب! خدا آپ کو فہم سلیم اور صراط مستقیم عطا فرماوے۔ آپ یہ تو غور کریں کہ جس حال میں آپ کی جماعت کے علماء و مشاہیر حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی وقت کو اپنی مُہروں اور دستخطوں سے کافر اور کاذب قرار دے چکے۔ جیسا کہ آپ صاحبان کی مصنفہ کتاب جواب احمد رضا خان صاحب بریلوی میں شائع شدہ ہے۔ بعد از تکفیر و تکذیب اس تحقیق انیق کی اب کون سی ضرورت آپ لوگوں کے واسطے رہی کہ مرزا صاحب کی صداقت کے متعلق اب از سر نو محقق بن کر مناظرہ و مباحثہ کریں۔ دیکھئے۔ آپ کے مولانا رشید احمد صاحب کا دستخطی فتویٰ میرے پاس موجود ہے۔ جو قلمی ہے۔ اور جون ۱۹۰۴ء کا ہے۔ وہ ہماری اور ہمارے امام و پیشوا مسیح موعود علیہ السلام اور ہماری مساجد کے متعلق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فتویٰ دیتے ہیں کہ:۔

"ایسی مساجد کی اور خاص اُن لوگوں کی جسقدر مخالفت ہو۔ مناسب ہے۔ نہ ان کی نماز درست نہ روزہ نہ اُن کے عقاید درست ہیں ایسی صورت میں انکی بے عزتی اور ان کے معابد کی بے رونقی عین دین ہے۔

اول سے سلام علیک نادرست ہے ان سے میل ملاپ حرام ہے نہ ان سے رشتہ ناطہ رکھیں نہ انکے ساتھ نماز پڑھیں نہ انکے ساتھ کھانا پینا رکھیں" بندہ رشید احمد گنگوہی

آپکے بزرگ ثانی مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری ثابت علی صاحب سہارنپوری۔ محمد کفایت اللہ صاحب سہارنپوری۔ عنایت الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ سہارنپور۔ گل محمد خان صاحب مدرس مدرسہ دیوبند مولوی محمد مدرس مدرسہ دیوبند۔ غلام رسول مدرس دیوبند۔ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دیوبند۔ محمد حسن مدرس دیوبند۔ محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند۔ مولوی احمد علی سہارنپوری۔ عبد الصمد مدرس دیوبند۔ مولوی اشرف علی تھانوی کا فتوئے ذیل جو "فتوے شریعت غرا" کے نام سے کشن پریس جالندھر میں چھپوا کر محمد شمس الدین جالندھری نے شائع کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

"حق تعالیٰ شانہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ اور نیز باجماع اُمت ثابت ہے کہ انبیاء دوسرے افضل الخلق ہیں لہذا جو شخص اپنے لئے رسالت کا مدعی ہے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ سے اپنے آپ کو افضل جانتا ہے۔ وہ کتاب اللہ کا مکذب دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی اور اسکے اتباع کی امامت و بیعت ناجائز اور حرام ہے۔ ایسے شخص سے اور اس کے اذناب سے سلام کلام ترک کرنا چاہیئے" بلفظہ بقدر الحاجۃ

(فتوئے شریعت غرا صفحہ ۸)

فرمائیے جناب مولوی عبد السمیع صاحب بعد اس تکفیر و تکذیب کے جو تحقیق ایسے سے کی گئی ہوگی۔ کیونکہ شان علماء سے یہ بعید ہے کہ انہوں نے ایک معمولی مسلمان کو کافر قرار دیں۔ چہ جائیکہ ایک مدعی مسیحیت و رسالت، اہل قبلہ کو جو اول المسلمین اور افضل المومنین ہیں بغیر سوچے سمجھے کافر کہدیں۔ اب علماء مکفرین کا کس طرح حق باقی ہے کہ وہ از سر نو اپنے کافر کے متعلق مناظرہ کریں۔ اب تو صرف ان کے مزعومہ کافر کو حق ملتا ہے کہ وہ مولوی حبیب الرحمن صاحب مددگار مہتمم مدرسہ دیوبند کے الفاظ میں یہ چیلنج کرے کہ اے علماء مکفرین و مکذبین دیوبند وغیرہ۔

"ہمارے پاس تمہاری تردید کے لئے قابل اعتماد اور مسکت دلائل موجود ہیں۔ لیکن یہ دلائل ان منصف طبائع کے لئے مفید ہیں جن کو سنی سنائی باتوں سے کچھ اشتباہ ہو گیا ہو۔ ان کے لئے نہیں جو اپنی ضد سے ہم کو کافر ٹھہرا چکے ہیں۔ ایسے معاندین کو بایں ہمہ کوئی دلیل اور حجت مفید نہیں۔ اس لئے ان مکفرین سے تو صورت فیصلہ وہی ہے جسکی نسبت کلام اللہ میں ارشاد ہے۔ قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم پس جماعت مکفرین جمع ہو جائے۔ اور موافق شرائط و قواعد مباہلہ کرے۔ جماعت احمدیہ تیار ہے"

جب تک آپ کا یہ نوشتہ سیاہ بر سفید موجود ہے اسوقت تک تو بجز مباہلہ کے آپ کو کسی اور برہان یا دلیل یا حجۃ کا طالب ہونا خلاف عقل و نقل ہے ہاں اگر آپ مناظرہ نہیں چاہتے اور مباہلہ سے گھبراتے ہیں تو اس کی یہ صورت ہونی چاہیئے کہ مکفرین مندرجہ بالا میں سے جو زندہ ہیں وہ اپنے فتوے بالا کو واپس لیکر اعلان کر دیں کہ ہم نے بغیر جاننے دلائل اور بلا وجہ سنے ثبوت صداقت دعوئی مرزا صاحب ان کو کافر قرار دیا تھا۔ اس غلطی کو ہم واپس لیکر اب ان کے جانشین سے تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ مناظرہ کریں۔ شوق سے مباحثہ کریں۔ ذوق سے۔ مگر مباہلہ بھی آخر میں بصورت انکار از دلائل صداقت آپ کو اسی میدان مناظرہ میں کرنا ہوگا۔ اس ترتیب کے سوا اور کوئی صورت ایسی نہیں جو آپ کو مباہلہ چھوڑ کر مناظرہ کا حق دے۔

امید ہے کہ آپ اپنے اشتہار سابق پر نظر ثانی فرما کر اس معقول درخواست کو منظور کر کے عند اللہ ماجور ہونگے۔ اور جو اشتہار آئندہ شائع کریں۔ اس کی ایک کاپی دفتر فاروق میں بھی براہ مہربانی بھیجدیا کریں۔ اور پہلا اشتہار بھی ارسال فرما کر ممنون فرمادیں ؛

## احمدیہ ڈائرکٹری

ایسی ڈائرکٹری نہایت ضروری اور مفید ہے۔ جسمیں احباب کے اسماء گرامی معہ پتہ وغیرہ درج کئے جائیں اس کی تحریک فاروق میں کی جا رہی ہے۔ اور احباب کے نام بھی اندراج کے واسطے آرہے ہیں۔ مگر جس رفتار سے آرہے ہیں۔ وہ ایسی سست ہے۔ کہ شاید دو سال میں بھی اتنے نام نہ جمع ہو سکیں۔ جن سے کتاب کا ایک حصہ بھی شائع ہو سکے۔ اس لئے جس دوست کی نظر سے یہ تحریک گذرے وہ فوراً ہی نقشہ ذیل کے مطابق اپنا نام وغیرہ تحریر کر کے معہ عہ ۱ر یا ۸ر یا ۴ر یا ۲ر فیس اندراج نام کے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق دفتر فاروق میں بذریعہ ٹکٹ ڈاک یا منی آرڈر بھیجدیں ؛

مکرمی حافظ سید عبد المجید صاحب منصوری کے مشورہ پر اندراج نام کی فیس میں ترمیم کی گئی ہے تاکہ ہر ایک احمدی اپنا نام اس کتاب میں درج کرا سکے۔ ۸ر فیس تک والوں کو یہ کتاب مفت دیجاویگی۔ ۸ر سے کم والوں کو بقیمت۔

نقشہ برائے اندراج نام

نام و نام۔ مفصل پتہ معہ ڈاکخانہ و ضلع۔ کب بیعت کی۔ بیعت کر کے مسیح موعود کو دیکھا یا نہیں۔ اسوقت کیا کام کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# کانپوری اشتہار

## جنہیں آتا نہ تھا کل بات کرنا
## سخنور وہ بھی ہیں قدرت خدا کی

زمانہ کی نیرنگی ہے کہ آج وہ لوگ بھی جو حجلہ نشین تھے مردوں سے دوچار ہونے لگے ہیں مگر پرائے پر نے پر اڑنوں سہارے تیور کی طرح کان پور میں بھی کچھ ابال آرہا ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی علماء هم شر من تحت اديم السماء اپنا نظارہ دکھا رہی ہے اور وہ اس طرح کہ کہیں امرتسری ملاں اہلحدیث کا اڈیٹر پیاسوں کے پاس سراب بنکر پہونچ گیا۔ تو بیچارے العطش العطش کرتے ہوئے کانپوری پیاس کے مارے اسکے قدموں میں جا گرے۔ مگر وہاں کیا تھا؟ وہی دشت پرخار اور ریت کا پہاڑ۔ جسکو کھودتے کھودتے سوائے سراب کے چشمہ آب کا پتہ نہ تھا۔ گو دور سے گرمی کے ماروں اور حرص کے پرستاروں کو وہ ریت کا میدان دریائے نیل ہی نظر آتا تھا۔ پیاس بجھانے اور قطرہ آب پانے کے بھروسہ پر بھاگے دوڑے بھی رہے ہے۔ اور بری رخ مولوی اپنا جلوہ محراب و منبر دکھا بجائے آب حیات کے جام ہلاہل پلا چل دیا۔ جس سے کانپوری مریضان نے بستر مرگ پر لیٹے لیٹے حوان ناحق میں اپنی صحت کی امید موہوم پر ایک چھوٹی سی اشتہاری کسی اپنے تیماردار سے لکھوا اور چار پیسے دے چھپوا کر شائع کر دی۔ جو اتفاق سے میری نظر سے بھی گذری۔ جسکو پڑھ کر میں حیران ہو گیا کہ دم توڑتے اور سانس چھوڑتے بیماروں نے یہ کیسا سبق پڑھا لیا ہے جو اس میں لکھتے ہیں کہ احمدی علماء ہمارے اعوان العین شیر پنجاب امرتسری سے مناظرہ کریں اور فریقین اخراجات جلسہ کے واسطے پانچ پانچ سو روپیہ جمع کر دیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

### یہ مونہہ اور مسور کی دال

اعوان العین سے احمدی مباحثہ کریں اور پہلے پانسو کی رقم دیدیں اور مباحثہ کس بات پر کریں؟ اسپر کہ نکاح والی پیشگوئی اور ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کا کیا انجام ہوا۔

ہم امرتسری کی اس چالاکی کی داد دیتے ہیں کہ وہ اپنا الو سیدھا کرنے میں بڑا ہوشیار ہے۔ اور احمقوں کو دام میں پھنسا لینا اس کا روزانہ کار ہے۔ اور کیوں نہ ہو ایک دفعہ ناہن کے مباحثہ پر جو آریوں کے ساتھ تھا ہیں اور وہ ایک ہی کچہار میں مقیم تھے۔ وہاں اپنی ہوشیاریوں کے تذکرہ میں بے ساختہ اپنی ایک جھوٹی بات اور مکاری کی چال پر جس کا آریوں کے اس مباحثہ سے تعلق تھا۔ امرتسری کہہ بیٹھا کہ

انہیں باتوں کی تو ہم فیس لیتے ہیں

اگر یہ باتیں نہ جانتے۔ تو مجھے آپ لوگ (باشندگان ناہن) کب پوچھتے؟ غرضیکہ میں ابتدا سے اس شخص کو جانتا ہوں کہ کبھی اس نے تقویٰ سے کام نہیں لیا۔ ہمیشہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقابلہ میں چالیں چلکر کام چلاتا رہتا ہے۔ ورنہ اگر ذرا بھی اس میں ایمانداری اور حسیت الٰہی ہو تو بلا خوف لومۃ لائم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لے آئے۔ اسلئے کہ یہ اپنے ہاتھ کاٹ کر احمدیوں کو دیچکا ہے۔ جسوقت کہ تفسیر ثنائی جلد اول کا مقدمہ لکھ چکا تھا۔ اب جب تک وہ مقدمہ اس کا دنیا میں موجود ہے۔ تب تک احمدیوں کے سامنے آنکھیں نیچی رکھنی ہونگی۔ بشرطیکہ حیادار صادق متقی ہو نہ کاذب بیایماندار ؛

## دلیل چہارم از مقدمہ تفسیر ثنائی

کانپوری نادانو! اس کی روبہ بازیوں میں نہ آؤ۔ اسکے کھانے کے دانت اور ہیں اور تم جیسوں کو دکھانے کے اور۔ دیکھو اگر تم میں کوئی رشید اور سعید ہے تو وہ ایمان سے مندرجہ ذیل دلیل ثنائی کو پڑھ کر بتائے کہ جس شخص کا یہ قول ہے۔ اس کو کوئی حق باقی رہتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کرے۔ سنو! امرتسری نے اہل کتاب کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر تورات سے مندرجہ ذیل دلیل نقلی جو مسلمات خصم سے تھی۔ بیان کی ہے:۔

اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لے کے کہیگا نہ سنے گا۔ تو میں اس سے حساب لوں گا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔

یہ عبارت زیر خط واضح طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے۔ اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔ اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے بلکہ اسمیں عموم و خصوص مطلق ہے۔ یعنی یہ ایسا مطلب ہے۔ جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مرجاتا ہے۔ اسکے یہ معنے ہرگز نہیں کہ ہر مرنے والے نے زہر کھائی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ جو کوئی زہر کھائیگا۔ ضرور مریگا۔ اور اگر اس کے سوا بھی کوئی مرے۔ تو ہو سکتا ہے۔ گو اس نے زہر نہ کھائی ہو۔ یہی تمثیل ہے کہ دعوئے نبوت کا ذب بمثل زہر کے ہے۔ جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا۔ اگر اسکے سوا کوئی ہلاک ہو۔ ممکن ہے ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا نہ مرے۔"

(بلفظہ بقدر الحاجۃ مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول صفحہ ۱۶ احاد مع حاشیہ)

اس دلیل سے امرتسری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ کہ اگر معاذ اللہ آنحضرت نبوت کے جھوٹے مدعی تھے۔ تو کیوں اس قانون خداوندی سے بچکر طبعی موت سے فوت ہوئے؟ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صادق رسول تھے۔ تبھی تو قتل نہیں ہوئے اور وفات پائی۔

## مولوی ثناء اللہ پر اتمام حجت

مندرجہ بالا دلیل میں بہ زبان اہل حدیث

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امر بیان کئے ہیں۔ جن کو قانون الٰہی تسلیم کیا ہے۔ یہ ہے
(ا) نبوت کا جھوٹا دعوے کرنیوالا جان سے مارا جاتا ہے
(ب) نبوت کا جھوٹا دعویٰ مثل زہر کے ہے۔
(ج) جو یہ زہر کھائیگا اس کا بچنا ناممکن ہے۔
اَب کانپوری حلقہ بگوشان امرتسری سے میں پوچھتا ہوں۔ کہ وہ ایمان سے خدا کو حاضر ناظر جان کر بتائیں کہ جو شخص سچے اور جھوٹے نبی کی شناخت کا یہ معیار منجانب خداوند جل شانہ قرار دیتا اور تسلیم کرتا ہے۔ کہ جھوٹا نبی یقیناً قتل کیا جاتا ہے۔ اور جو نبوت کا دعویٰ کرکے طبعی موت سے فوت ہو۔ اس کو اپنے دعوے میں سچا سمجھنا چاہیئے وہ صادق نبی ہے۔ اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرتا ہے۔ اسی قانون کے مطابق کہ حضورؐ فداہ روحی چونکہ خدا کے اس قانون سے مستثنےٰ رہے۔ یعنے قتل نہیں کئے گئے۔ اور طبعی موت سے فوت ہوئے۔ لہذا ثابت ہوا کہ آپ نبوت کاذبہ کے مدعی نہ تھے۔ تو ایسے شخص کا کیا حق ہے۔ کہ وہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ السلام کو جھوٹا نبی قرار دے؟

کانپوریو! اپنے رہنما امرتسری وہابی غیر مقلد اہل حدیث سے پوچھو تو سہی کہ
(ا) آیا مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا یا نہیں؟
تو اس کا جواب وہ یہ دیتا ہے کہ ہاں "وہ مدعی نبوت و رسالت اور وحی والہام تھا۔ حالانکہ ان میں سے کچھ بھی نہ تھا" اہلحدیث ۱۲ر جون ۱۹۰۸ء حاشیہ ص۴۔
پھر اس سے سوال کرو کہ
(۲) جبکہ وہ مدعی نبوت و رسالت تھا تو یہ دعویٰ اس کا نبوت کاذبہ کا تھا یا صادقہ کا؟
تو اس کا جواب وہ دیتا ہے کہ "مرزا مفتری علی اللہ ہے اُسے خدا پر بھی ایمان نہیں" (فتویٰ شریعت غرا ص۹)
پھر اس سے دریافت کرو کہ
(۳) جس حال میں وہ مفتری علی اللہ مدعی نبوت کاذبہ تھا۔ تو نبوت کاذبہ کا دعویٰ کیسا ہے؟
اس کا وہ جواب دیگا کہ "دعوے نبوت کا ذبہ مثل زہر کے ہے۔ مقدمہ تفسیر ثنائی ص۱۶ پھر اس سے کہو کہ
(۴) جبکہ وہ کاذب مدعی نبوت تھا تو اس کے متعلق خدا کا کیا قانون ہے؟ اس کا وہ یہ جواب دیتا ہے کہ "وہ جان سے مارا جاتا ہے" کیونکہ "جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا۔ یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے" (مقدمہ تفسیر ثنائی ص۱۶) پھر اس سے پوچھو کہ
(۵) فرمایئے مرزا جان سے مارا گیا یا طبعی موت سے فوت ہوا؟
تو اس کا جواب وہ دیتا ہے کہ "۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب ہیضہ اور دردگردہ سے لاہور میں فوت ہوگئے" (ضمیمہ مرقع قادیانی بابت جون ۱۹۰۸ء)
تو پھر امرتسری کا ناطقہ بند کردو یہ کہکر کہ:۔
فضیلت مآب بقول آنجناب مرزا صاحب تو مدعی نبوت کاذبہ تھے۔ اور بہ تصدیق جناب والا۔ نبوت کاذبہ کا مدعی جان سے مارا جاتا ہے۔ کیونکہ نبوت کاذبہ کا دعویٰ مثل زہر کے ہے۔ جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے۔ تو آپ کے آپ ہی الفاظ میں اب سوال یہ ہے:۔
کیا وجہ ہے کہ (قانون مذکورہ سلمہ و مصدقہ جناب سے) بانی سلسلہ احمدیہ مستثنےٰ رہے۔ حالانکہ بقول حضرت مآب (علیہ یستحقونہ) بانی سلسلہ احمدیہ کاذب تھے معاذ اللہ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ کہ مقدمہ تفسیر ثنائی کی عبارت مذکورہ کے موافق آپ (مرزا صاحبؑ) کے گلے پر کیوں تلوار نہ پھری۔ اور یعصمک اللہ من عندہ وان لم یعصمک الناس براہین صداقت نے پورا جلوہ دکھایا کیا (مقدمہ تفسیر ثنائی کی عبارت بالا قانون الٰہی نہیں) کیا کسی احمدی نے اُسپر دم کردیا یا وضو کا پانی ڈال دیا آخر ہوا تو کیا۔ جو اسکے مطابق حضرت اقدسؑ نہ مارے گئے۔ پس اگر یہ قانون الٰہی مندرجہ تفسیر ثنائی صحیح ہے تو مرزا صاحب کی نبوت بھی بلا کلام حق ہے۔ ورنہ آپ کا کم سے کم اتنا فرض تو ضرور ہے کہ خاتم الخلفاء سید الاولیاء احمدؐ قادیانی فداہ ابی وامی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو تسلیم کریں۔ ورنہ ان کی تکذیب سے مقدمہ تفسیر ثنائی کی دلیل مذکورہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکذیب کریں۔
(از تفسیر ثنائی ص۱۷ بطور معارضہ بالقلب)

## کانپوری مطلع رہیں

پس اے کانپوری اشتہاریو! جب تک تم اس کا جواب اپنی طرف سے یا اپنے مقتدا غیر مقلد امرتسری سے لے کر نہ دو۔ اسوقت تک امرتسری کے ساتھ علماء اسلام سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مناظرہ کی دعوت دینا محض نادانی ہے۔ مفصل اس بحث کو دیکھنا چاہو تو ہمارے رسالہ "چودھویں صدی کا یہودی" کو دفتر فاروق قادیان سے منگا کر پڑھو۔ اور "آخری فیصلہ کا فیصلہ" دیکھنا ہو۔ تو ہمارے مندرجہ ذیل رسائل ملاحظہ کردو۔ فیصلہ الٰہی اور ثنائی روسیائی۔ فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی ۱۲ر ۱۰۳ر
مسیلمہ ثانی اور احمد قادیانی۔ جو تمہاری تسلی کے لئے کافی سے زیادہ ثابت ہونگے۔ ۱۴ر اگر اس کے جواب میں کچھ لکھو۔ تو دفتر فاروق میں بھی بھیجدو تاکہ پھر تمہاری مناسب حال کارروائی کی جائے۔

وما علینا الا البلاغ۔

## احباب کانپور و سہارنپور سے التماس

آج کل چونکہ سہارنپور۔ دیوبند و کانپور سے منجانب معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ کچھ اشتہارات وغیرہ نکل رہے ہیں۔ اور فاروق و احمدی رسالہ میں ان کے جوابات کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ لیکن مشتہرین دفتر فاروق میں ان اشتہارات کو نہیں بھیجتے۔ اس لئے جواب دیتے وقت ہوتی ہے۔ اسلئے احمدی احباب موصوفین کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ جب کبھی کوئی مخالفانہ اشتہار یا اون کے جواب میں آپ کا کوئی اشتہار نکلا کرے۔ تو فوراً تکلیف فرماکر فقیر کسار ایڈیٹر فاروق کو بھی بھیجدیا کریں۔ ممنون و مشکور ہوں گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ہندوستان میں دیوتا پرستی

ہمارے آریہ بھائی تو ویدوں میں توحید کی تعلیم بتاتے ہیں۔ اور ہندوستان کو توحید کا مرکز۔ مگر حالت یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں ابتدا سے بت پرستی ہوتی چلی آتی ہے۔ چنانچہ دلگداز میں قدیم سیاحان ہند کے عنوان سے ہندوستان قدیم کے یہ حالات درج ہوئے ہیں

"سارے ہندوستان میں دیوتاؤں کی پرستش کی جاتی ہے۔ اور ان کے لئے وہ لوگ ہماری طرح مندر بناتے ہیں۔ ان کا اندرونی حصہ مختلف تصویروں سے منقش کیا جاتا ہے۔ خاص خاص دنوں میں یہ مندر پھولوں سے آراستہ کئے جاتے ہیں۔ اُن کے اندر وہ اپنے بتوں کو رکھتے ہیں۔ جو پتھر، سونے۔ چاندی اور ہاتھی دانت کے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض بت ساٹھ فٹ بلند ہیں۔ ان کی عبادت اور قربانیوں کے طریقے جُدا گانہ ہیں۔ تازے پانی سے نہا کے وہ لوگ صبح شام اون مندروں میں داخل ہوتے ہیں اور ہاتھ اور پیر سمیت کے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔ دُعائیں پڑھتے ہیں اور وہاں کی زمین چومتے ہیں بعض لوگ اپنے دیوتاؤں کے سامنے خوشبودار لکڑیاں صندل اور لوبان جلاتے ہیں۔ ہندوستان کے ان لوگوں کے پاس جو گنگا کے اس طرف رہتے ہیں گھنٹیاں نہیں ہیں۔ اور وہ پیتل کے برتنوں کو آپس میں بجا کے نغمے کی آواز کرتے ہیں۔ وہ اپنے دیوتاؤں کی دعوتیں کرتے ہیں۔ یہ طریقہ قدیم بت پرستوں کا ہے۔ وہ کھانا غریبوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے جو اُسے کھا لیتے ہیں۔ شہر کھمبات میں برہمن بتوں کے سامنے کھڑے ہو کے لوگوں کے سامنے تقریر کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو مذہبی فرائض کے ادا کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ اور اسبات کو خاص طور پر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے دیوتا اس سے بہت خوش ہوتے ہیں کہ اپنی جان ان کی نذر کر دی جائے۔ اس طرح جو لوگ اپنے کو قربان کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اس مندر کے سامنے جمع ہوتے ہیں اور اپنی گردن میں ایک گول لوہے کی ہنسلی ڈال لیتے ہیں۔ جس کا اگلا حصہ گول ہوتا ہے اور پچھلا حصہ تلوار کی طرح باڑھ دار اور تیز۔ ایک زنجیر اس ہنسلی کے اگلے حصے میں لگی ہوتی ہے۔ جو انکے سینہ پر لٹکتی رہتی ہے۔ وہ لوگ اپنی گردن جھکا کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پیروں کو سمیت کے اس زنجیر میں ڈال لیتے ہیں۔ پھر وہ برہمن ان کے قریب آ کے چند الفاظ اپنی زبان سے ادا کرتا ہے۔ اور وہ لوگ فوراً اپنے پاؤں پھیلا کے اور گردنوں کو قائم رکھ کے خود ہی اپنا سر تن سے جدا کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ اپنی جانوں کو اُن دیوتاؤں پر قربان کرتے ہیں۔ اور وہ ولی خیال کئے جاتے ہیں ؛

بیجانگر میں سال میں ایک مرتبہ مقررہ تاریخ پر ان کے دیوتا کا بت شہر سے نکالا جاتا ہے جو دو رتھوں کے اوپر رکھا ہوتا ہے۔ اور ان رتھوں میں نوجوان اور حسین عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ جو نہایت قیمتی لباس سے آراستہ کر دی جاتی ہیں یہ اُس دیوتا کے بھجن گاتی جاتی ہیں۔ بے شمار لوگ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ جو راسخ العقیدہ ہیں۔ اور مذہبی جوش دکھانا چاہتے ہیں۔ اُن رتھوں کے پہیوں کے آگے اپنے آپ کو ڈال دیتے ہیں۔ تاکہ ان کے نیچے دب کے مر جائیں۔ ان کا خیال ہے کہ موت کا یہ طریقہ ان کے دیوتا کو بہت پسند ہے۔ بعض اپنے پہلوؤں میں ایک سوراخ کر کے اس میں سے رسّی ڈال کے اپنے آپ کو رتھوں میں لٹکا دیتے ہیں۔ اور اسی طرح لٹکتے ہوئے اس دیوتا کی سواری کے ساتھ جاتے ہیں۔ قربانی کا یہ طریقہ سب سے زیادہ اچھا تسلیم کیا جاتا ہے۔

یہ لوگ سال میں تین مرتبہ خاص طور پر اپنی عیدیں مناتے ہیں۔ ایک موقعہ پر ہر عمر کے مرد اور عورتیں اور بچے ندی یا سمندر میں نہاتے ہیں اور نئے کپڑے پہن کے تین دن ناچنے گانے اور دعوتوں میں بسر کرتے ہیں۔ دوسری عید میں وہ اپنے مندروں کے اندر اور باہر اور چھتوں پر بے شمار چراغ جلاتے ہیں۔ جو رات دن روشن رہتے ہیں۔ تیسری عید میں جو نو دن منائی جاتی ہے۔ چوراہوں پر بڑی بڑی لکڑیاں کھڑی کی جاتی ہیں۔ جو چھوٹے جہاز کے مستول کی طرح ہوتی ہیں۔ اس کے اوپر کے حصے میں مختلف قسم کا خوشنما کارچوبی کپڑا لپیٹ دیا جاتا ہے۔ ان کے اُوپر ایک نہایت پرہیز گار شخص بٹھا دیا جاتا ہے۔ جو اپنے مذہب کا پابند ہو۔ اور ہر قسم کی سختی کو برداشت کر سکتا ہو۔ وہ وہاں بیٹھ خدا سے دعا مانگتا ہے۔ لوگ اس کی طرف لیمو۔ نارنگی اور دوسرے خوشبودار پھل پھینک کے مارتے ہیں۔ اور وہ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ اسکے صدمے کو برداشت کرتا ہے۔ اسکے علاوہ اِن لوگوں کی تین اور عیدیں ہیں جنمیں وہ ایک دوسرے کے اُوپر راستے میں زعفران کا پانی ڈالتے ہیں۔ اگر بادشاہ اور ملکہ بھی آجائیں تو اس پانی سے بچ نہیں سکتے"۔

ان کو پڑھ کر ایک انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ہندوستان کے قدیم باشندے کیسی خوفناک غلطیوں میں مبتلا تھے (اور ابھی ہیں) ہمارا فرض ہے کہ اسلامی توحید کی اشاعت کریں۔ تا دنیا والے ان مصیبتوں سے نجات پائیں۔ خدا ہمیں توفیق دے۔ آمین ؛

---

## ثناء اللہ امرتسری

کا اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۶۔ اپریل ۱۹۰۷ء جس کا اعلان اس اور اس سے پہلے پرچہ میں کیا گیا ہے۔ زیر طبع ہے۔ چونکہ اس کے لئے اسی قسم کا کاغذ لگانا تھا جیسا کہ اصل پرچہ میں تھا۔ اسلئے وہ کاغذ لاہور سے منگایا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے چھپنے میں دیر ہوئی درخواستیں آمدہ درج رجسٹر کر لی ہیں۔ پرچہ مذکور طبع ہوتے ہی احباب کو جتنی جتنی کاپیاں منگائی ہیں۔ ان کو بھیجدی جاوینگی۔ احباب مطمئن رہیں۔ ایک ہفتہ تک غالباً چھپ جائیگا۔ انشاء اللہ ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# حضور وائسرائے کی اپیل

اَب ہندوستان کے لئے اس معاملہ پر غور کرنے کا وقت آگیا ہے کہ اُن سپاہیوں کی بہترین امداد کس طرح کی جاسکتی ہے۔ جنھوں نے جنگ میں اپنی جانیں لڑائیں۔ اور شدید مصائب کا سامنا کیا۔ ۱۲ نومبر کو جرمنی کے ساتھ عارضی پر دستخط ہونے کی تقریب پر شملہ میں جو جلسہ ہوا تھا۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے میں نے یہ کہا تھا کہ "لیکن ہندوستان کی بابت کیا کہہ سکتے ہیں۔ اس نے اس جدوجہد میں بڑا اور اعلیٰ حصہ لیا ہے۔ وہ میدان جنگ میں جرمن نغول کے دھاوے کو روکنے کے لئے پہلے شامل ہوا۔ اور آخر تک رہا۔ اس کی فوجوں نے بہت حد تک اس زلزلہ فگن حربے کو تقویت دی۔ جس سے فلسطین میں ہمارے دشمن کو بیخ و بُن سے ہلا دیا"۔

اور اب ہمیں نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ ہمیں ان بہادروں کی وجہ ہی سے فتح حاصل ہوئی ہے۔ جو میدان جنگ میں شہید ہو چکے ہیں اور جنھوں نے شاندار قربانی کی۔ ہمیں خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ جن لوگوں کا گذارہ انہی پر منحصر تھا۔ ان کی ضروریات کو پورا کریں۔ ہماری فتح کا انحصار انہی پر تھا۔ جو جنگ میں مجروح۔ مقطوع الاعضاء اور اندھے ہو گئے ہیں۔ ہمیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت نہ رہے۔ ہندوستان کا دل مصیبت زدوں کے لئے ہمدردی سے لبریز ہے اور میں جانتا ہوں کہ جب میں ان کی خاطر اپیل کروں گا تو ہندوستان امداد دینے سے گریز نہیں کریگا۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے جنگ کے مصیبت زدوں کی امداد کرنے میں انتہائی کوشش کی ہے۔ ابتدائے جنگ میں اس نے ہندوستانی سپاہ کے زخمیوں کی پنشنوں اور متوفی سپاہیوں کے وارثوں کی پنشنوں میں معتدبہ اضافہ کیا ہے۔ سپاہیوں کے بچوں کی تعلیم کے واسطے بھی سہولتیں میسر کی گئی ہیں۔ لیکن یہ امر واضح رہے کہ گورنمنٹ کی امداد صرف ضوابط و قواعد کی حدود کے اندر دی جاسکتی ہے۔ ان قواعد پر کاربند ہوتے ہوئے جو پبلک روپیہ کے تحفظ کے لئے لازمی ہیں۔ گورنمنٹ وظیفہ خواروں کے مختلف خانگی معاملات کا بخوبی لحاظ نہیں کر سکتی۔ اگر کسی مالی رقم کا عطیہ کسی مصیبت زدہ خاندان کے لئے اسکے روٹی کمانیوالے کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ زخمی سپاہی کے لئے آنکھ یا کسی عضو کے نقصان ہی کی تلافی کر سکتا ہے۔ تاہم مجھے اعتماد ہے کہ ہندوستان میں ہزاروں آدمی ایسے ہیں کہ آرزومند ہیں کہ وہ اپنے جذبات شکرگذاری کو مادی صورت میں متشکل کریں۔ کیونکہ انہوں نے نہ صرف جنگ کی مصیبتوں سے بلکہ ان ہولناک خطرات سے مخلصی حاصل کی ہے جو آزادی عالم میں مخل ہوئے تھے۔ ساتھ ہی وہ اُن بہادروں کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں۔ جنکی کوشش اور کاوش یہ مخلصی نصیب ہوئی ہے۔ اس کا بہترین طریق یہی ہو سکتا ہے کہ امپیریل انڈین ریلیف فنڈ میں دل کھولکر چندہ دیں۔ کیونکہ اس فنڈ سے مدد دیجاتی ہے کہ سلطنت برطانیہ کیخاطر لڑنیوالوں اور شہیدانِ جنگ کے وارثوں پر جو بارگراں آن پڑا ہے اُسے ہلکا کیا جائے۔

امپیریل انڈین ریلیف فنڈ کی کمیٹی نے جس کا پریسیڈنٹ میں ہوں۔ اسبارہ میں خوب غور کیا ہے کہ دوران جنگ میں جن مختلف جماعتوں کو مصائب کا سامنا ہوا ہے انکی بہترین امداد کس طرح ہو سکتی ہے ہمنے اپنے مشیروں کے قابل قدر صلاح و مشورہ سے ایک سکیم مرتب کی ہے۔ جس سے ہر جماعت اور اسکے ہر فرد کو انکی ضروریات کے لحاظ سے امداد پہونچے گی۔ ہماری سکیم میں حسب ذیل اشخاص کی امداد کا خیال رکھا گیا ہے۔

(الف) تمام ہندوستانی افسر۔ غیر کمیشن یافتہ افسر اور سپاہی اور شاگرد پیشہ جو میدان جنگ میں زخمی ہونے کی وجہ سے فوج سے علیحدہ ہو گئے ہوں نیز مقتولین جنگ کے متعلقین اور بیوگان (ب) ہندوستانی فوج اور آرمی ریزرو کے برطانوی افسروں کی بیوگان اور متعلقین جو مفلوک الحال ہو گئی ہوں نیز دیگر خاص یورپین صنعتوں کے ممبر۔

کمیٹی کا خیال ہے کہ اول الذکر اشخاص کی بہترین امداد پنشنوں میں تھوڑا اضافہ کرنے کی بجائے یکمشت رقوم دینے سے ہو سکتی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ سرمایہ حاضرہ کو اگر معقول طریقہ پر تجارت میں صرف کیا جائے تو وارثوں کے ذریعہ معاش میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اور اس طریق سے افزودنی آمدنی انکی اقتصادی حالت کو محفوظ بنا سکتی ہے اور یہ حالت سرکاری پنشن میں اضافہ کرنے سے معرض ظہور میں نہیں آسکتی۔

عوام الناس کی فیاضی نے امدادی فنڈ کو اس قابل بنا دیا ہے کہ دوران جنگ میں اس سے عارضی امداد کافی پیمانہ پر دیجا چکی ہے۔ اسطرح پر تقریباً ۸۳ لاکھ روپیہ کی رقم کثیر صرف ہو چکی ہے اور اسوقت مرکزی انجمن کے ہاتھ میں کچھ کم ۸۰ لاکھ روپیہ موجود ہے۔

ہم نے اندازہ لگایا ہے کہ ہماری سکیم کو عملی صورت میں لانے کے لئے ایک کروڑ کی نئی رقم کی ضرورت ہے یہ ایک بھاری رقم ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہندوستان کا ہمدرد دل اس آواز کے جواب میں جو میں اسکے سپاہیوں کی طرف سے بلند کر رہا ہوں۔ ضرور حرکت میں آئیگا۔

اِس فنڈ سے جو امداد دیجائیگی اس میں کسی قوم یا ملت کی تمیز و تخصیص نہیں کیجائیگی۔ شروع ہی سے اس کا مقصد اس مصیبت کو کم کرنے کا رہا ہے جو جنگ کیوجہ سے پیدا ہوئی ہے اور یہ ایک ایسا مقصد ہے۔ جو سلطنت برطانیہ کے شہریوں کی ہمدردی کو اُکسائے بغیر نہیں رہ سکتا اور میں ہندوستان کے والیانِ ریاست اور عوام الناس سے کامل اعتماد کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ اس فنڈ میں فیاضی سے روپیہ دیں اور ثابت کریں کہ اب جبکہ فتح حاصل ہوئی اور امن ہو گیا ہے وہ ان لوگوں کے حقوق سے بے خبر نہیں ہیں۔ جنھوں نے خدا کے سایہ میں اپنی جان کی قربانی سے ہمیں اس فتحیابی میں امداد دی ہے اور امن کی برکتوں کو ہمارے لئے امر یقینی بنا دیا ہے۔

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب۔ قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور ایم قاسم علی پروپرائیٹر نے فاروق منزل سے شائع کیا۔